مفتی عبدالسلام لاہوری

گیارہویں صدی ہجری میں لاہور کو اہلِ علم اور اصحابِ فضل کے مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ یہ عہد برصغیر میں تین عظیم مغل حکمرانوں۔ جلال الدین اکبر، جہاں گیر اور شاہ جہان کا عہد تھا۔ اس عہد میں لاہور میں جن علماء و فضلاء کی علمی سرگرمیوں اور تدریسی کوششوں کا سلسلہ زوروں پر تھا، ان میں مفتی عبدالسلام لاہوری کا نامِ نامی خصوصیت سے لائق تذکرہ ہے۔ مفتی عبدالسلام لاہوری کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟ کب پیدا ہوئے؟ ان کے والد کا کیا نام تھا؟ تذکرہ نگار ان سوالات کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ یہ اپنے دور کے علامہ اور بہت بڑے فاضل تھے۔ کثرتِ درس و افادہ میں ان کا کوئی حریف نہ تھا۔ صلاح و تقویٰ کے زیور سے آراستہ اور بلند مرتبے کے حامل تھے۔

تذکرہ نگاروں کے بیان کے مطابق مفتی عبدالسلام نے نوے سال عمر پائی، کم و بیش ساٹھ سال تک لاہور میں ان کے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا اور ۱۰۳۷ھ کو فوت ہوئے۔ اس حساب سے ان کا سال ولادت ۹۴۷ھ بنتا ہے۔ اس عرصے میں انہوں نے ہندوستان کے تقریباً آٹھ بادشاہوں کا زمانہ پایا۔ یعنی (۱) ظہیرالدین بابر (۲) نصیرالدین ہمایوں (۳) شیر شاہ سوری (۴) سلیم شاہ سوری (۵) عادل شاہ سوری (۶) جلال الدین اکبر (۷) نورالدین جہانگیر اور (۸) شاہ جہان کا۔ آخری تین بادشاہوں کا زمانہ تو اُن کی بھرپور تدریسی ہنگامہ آرائیوں کا زمانہ تھا۔

اساتذہ:

مفتی عبدالسلام لاہوری نے اپنے دور کے مشاہیر اساتذہ اور نامور فضلاء سے استفادہ کیا، ان بزرگوں کا تعارف ذیل کی سطور میں کرایا جاتا ہے۔

۱۔ میر فتح اللہ شیرازی:

یہ وہ بزرگ ہیں جنہیں بیجا پور کے حکمران عادل شاہ نے بڑی کوشش سے شیراز سے دکن بلایا اور اپنے دربار سے منسلک کیا تھا۔ اس کے قتل کے بعد وہ جلال الدین اکبر کی دعوت پر فتح پور سیکری آ گئے تھے اور دربارِ اکبری سے انسلاک اختیار کر لیا تھا۔ معقولات میں یہ اپنے عہد کے منفرد

اہلِ علم تھے۔ منقولات میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ حکمت و فلسفہ، منطق و ہیئت، ہندسہ و ریاضی، نجوم و رمل، حساب و طلسمات، نیز نجات اور جراثقال کے ماہر تھے۔ علاوہ ازیں عربی ادب، تفسیر اور حدیث میں نظر تھی۔ یہ وہی ماہر معقولات ہیں، جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اگر تمام علوم عقلیہ، یعنی منطق و فلسفہ اور حکمت وغیرہ پر مشتمل کتابیں اس دنیا سے ناپید ہو جاتیں تو وہ اپنے حافظے کے زور سے ازسرِ نو ان علوم کو زندہ کر سکتے تھے۔ میر فتح اللہ شیرازی نے علامہ جلال الدین محقق دوانی، میر صدرالدین شیرازی، میر غیاث الدین منصور، میرزا جان میر اور دیگر علمائے متاخرین کی تصنیفات کو علمائے ہند سے متعارف کرایا اور اس ملک کی درس گاہوں کے نصاب میں داخل کرایا۔(۱) اکبر ان کی انتہائی تکریم کرتا تھا۔ اس نے ان کو ۹۹۳ھ میں قیامِ لاہور کے زمانے میں امین الملک کا خطاب عطا کیا تھا۔ مالی معاملات اور پیمائش زمین کے سلسلے میں وہ بے شمار معلومات رکھتے تھے۔ راجہ ٹوڈرمل بھی اس کا ماہر تھا۔ اکبر نے ٹوڈرمل کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ اس ضمن میں جو قدم اٹھانا چاہے، میر فتح اللہ شیرازی کے حکم سے اٹھائے۔ میر فتح اللہ شیرازی نے ۹۹۷ھ کو کشمیر سے اکبر کی واپسی کے زمانے میں ماندوجان کے مقام پر وفات پائی اور کوہِ سلیمان میں مدفون ہوئے۔

۲۔ شیخ سعداللہ لاہوری:

یہ عہدِ اکبری کے مستند اور نامور علماء میں سے تھے۔ ایک عرصہ تک لاہور میں مسندِ تدریس پر متمکن رہے۔ انہیں تصوف و طریقت سے بھی لگاؤ تھا۔

۳۔ قاضی صدرالدین جالندھری لاہوری:

یہ مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری کے شاگرد تھے۔ متبحر اور فاضل بزرگ تھے۔ عہدِ اکبری میں لاہور کے منصبِ قضا پر بھی متعین رہے۔ بعد میں صوبہ گجرات کے علاقہ بھڑوچ کے قاضی مقرر ہوئے۔ انہوں نے ۹۹۰ھ کو وفات پائی۔

۴۔ شیخ اسحاق بن کاکو:

یہ بھی مفتی عبدالسلام لاہوری کے اساتذہ میں سے تھے۔ جامع جمیع علوم، متبحر، متوکل علی اللہ، متورع اور صوفی بزرگ تھے۔ ہمیشہ مشغولِ عبادت رہتے تھے۔(۲)

۱۔ مآثر الکرام، دفتر اول، ص ۲۲۸، ۲۲۹۔ ۲۔ منتخب التواریخ، ج ۳، ص ۵۱۔

مسندِ تدریس اور تلامذہ:

فارغ التحصیل ہونے کے بعد مفتی عبدالسلام لاہوری نے لاہور میں مسندِ تدریس آراستہ کی اور درس و افادہ میں مشغول ہو گئے۔ اپنے عہد میں وہ بے نظیر مدرس اور عدیم المثال عالم تھے۔ انہوں نے تقریباً ساٹھ سال تک علوم وفنون کی تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور بہت سے تشنگانِ علوم نے ان سے اپنی علمی تشنگی بجھانے کا سامان فراہم کیا۔ کچھ عرصہ افواج شاہی میں مفتی کے فرائض بھی انجام دیئے۔ ان کے علم وفضل کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا تھا۔ برصغیر پاک و ہند سے باہر بھی اہلِ علم میں ان کی علمی شہرت پہنچ چکی تھی اور وہ ان سے بہت متاثر تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ مشہور ماہر معقولات قاضی محمد اسلم ہروی کے بھتیجے میرک شاہ خراسان سے ہندوستان آئے تو لاہور میں مفتی عبدالسلام کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے، کتب متداولہ کا اعادہ کیا، مفتی ممدوح کے فیوضِ علمی سے بہرہ اندوز ہوئے اور سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد سلطنتِ مغلیہ کے اہم مناصب پر فائز ہوئے، بالآخر منازلِ ترقی طے کرتے ہوئے عہدِ اورنگ زیب میں صدرِ کل یا صدر الصدور کے منصب بلند پر پہنچے۔ شیخ میرک ہروی نے ۱۰۷۱ھ کو وفات پائی۔

شیخ محب اللہ بہاری بھی مفتی عبدالسلام لاہوری کے فیض یافتگان میں سے تھے۔ شیخ محب اللہ بہاری برصغیر کے اصحابِ تصوف میں منفرد حیثیت کے حامل تھے اور اس ضمن میں بعض ممتاز افکار کے مالک۔ انہوں نے ۱۰۵۸ھ کو سفر آخرت اختیار کیا۔

شاہ جہان کے وزیر اور معروف عالم علامہ سعداللہ تمیمی چنیوٹی بھی ان کے تلمیذ تھے۔

قاضی عبدالسلام دیوی بھی مفتی عبدالسلام کے شاگرد تھے۔ یہ مضافاتِ لکھنؤ کے ایک مقام دیوہ سے حصولِ علم کے لئے لاہور آئے تھے۔ جلیل القدر عالم دین تھے۔ معقولات ومنقولات میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ طویل عرصہ تک مفتی ممدوح کے حلقۂ درس میں شریک رہے اور ان سے مستفید ہوئے۔ شاہ جہانی دور میں افواج شاہی کے مفتی بھی مقرر ہوئے۔ لیکن استاد کی طرح بالآخر لاہور میں درس وتدریس کو اپنا مشغلہ قرار دے لیا اور تاحینِ حیات یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔

شیخ محمد میر عمری سیوستانی بھی مفتی عبدالسلام کے تلامذہ میں سے تھے۔ وہ ۹۵۷ھ کو سیوستان میں پیدا ہوئے اور اپنے مرشد شیخ خضر سیوستانی کے حکم سے لاہور آئے اور مفتی عبدالسلام کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے۔ جس زمانے میں شیخ محب اللہ بہاری لاہور آ کر مفتی عبدالسلام

کے حلقۂ تلمذ میں شامل ہوئے، اس زمانے میں علامہ سعداللہ چنیوٹی اور شیخ محمد میر عمری بھی مفتی ممدوح سے تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ یہ لاہور کے مشہور بزرگ ہیں جو میاں میر کے نام سے معروف ہیں۔ ۱۰۴۵ھ کو لاہور میں فوت ہوئے۔

مفتی ممدوح کے ایک لڑکے بھی تھے جن کا نام شیخ محمد مراد تھا، یہ بھی صاحب فضل اور ذی علم بزرگ تھے۔ وہ عالم شاہ کے عہد تک زندہ تھے۔ جب شاہ عالم بادشاہ نے خطبہ جمعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''وصی'' کے لفظ کا اضافہ کرنے کا حکم دیا تو شیخ محمد مراد ان علماء میں سے تھے، جنہوں نے اس حکم پر عمل کرنے سے صاف الفاظ میں انکار کر دیا تھا اور بادشاہ سے کہا تھا کہ اس کا یہ فرمان غلط اور نا قابلِ تسلیم ہے۔ اسکی پاداش میں بادشاہ نے ان کو قید کر دیا تھا۔

حاشیہ بیضاوی:

مفتی موصوف عمر بھر درس و تدریس میں مشغول رہے، تصنیف و تالیف کی طرف توجہ نہیں کی۔ آخر عمر میں بیضاوی پر حاشیہ تحریر کیا۔ بختاور خاں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

> در آخر عمر کہ پسر خودرا بیضاوی درس می گفت و حاشیہ بر بیضاوی نوشت می فرمود، سخنانِ بسیار بر کتب متداولہ داشتم و بر اہل فضل عرض کردہ بودم، و در معرض قبول افتادہ بود، لیکن از کثرتِ درس فرصت نیافتم کہ در قید تحریر در آورم۔ (۳)

> عمر کے آخری دور میں جب اپنے بیٹے کو بیضاوی پڑھاتے تھے اور بیضاوی پر حاشیہ تحریر فرما رہے تھے، فرمایا کرتے کہ میں نے کتب متداولہ پر بہت سی باتیں اپنی یادگار چھوڑی اور اہلِ علم کے سامنے پیش کی ہیں اور انہیں بارگاہِ اصحابِ فضل میں شرفِ قبولیت عطا ہوا ہے، مگر کثرتِ درس کے ہنگاموں سے فرصت نہ ملنے کی وجہ سے میں انہیں ضبط تحریر میں نہیں لا سکا۔

لیکن عمر کے آخری دور میں جب حواس مختل ہو گئے اور قوتِ حافظہ ختم ہو گئی تو اس پر اظہارِ افسوس کرتے تھے کہ کیوں اپنے افکارِ علمی کو معرضِ کتابت میں نہ لائے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی اُن کا یہ تاثر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

۱۔ مرآۃ العالم، ص ۵۳۵۔

الحال کہ ضعفِ قویٰ مستولی گشت و قوتِ حافظہ رو بہ انحطاط آورد، ہمہ از خاطر برآمد۔ برفقدانِ ایں صورِ ذہنی تاسف می نمود۔(۴)

اب کہ قوائے جسمانی پر کمزوری غالب آ گئی ہے اور قوتِ حافظہ انحطاط پذیر ہوگئی ہے، تمام چیزیں ذہن سے نکل گئی ہیں۔ اس ذخیرۂ علم کے ذہن سے نکل جانے پر سخت افسوس ہوتا ہے۔

مفتی عبدالسلام چونکہ ہمہ وقت درس و افادہ میں مصروف رہتے تھے، اس لئے تصنیف و تالیف کی طرف عنان توجہ مبذول نہ کر سکے۔ ان کی تصانیف میں ایک تفسیر بیضاوی کے حاشیہ کا پتا چلتا ہے جو انہوں نے آخر عمر میں اپنے بیٹے محمد مراد کی تعلیم کے زمانے میں لکھا تھا۔

کیا نافع المسلمین انہی کی تصنیف ہے؟

اس کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی میں فارسی زبان میں مسائل فقہ پر مشتمل ایک کتاب موجود ہے، جس کا نام ''نافع المسلمین'' ہے۔ اس کے دیباچے میں مصنف کتاب نے اپنا نام عبدالسلام بن عبدالعزیز لاہوری لکھا ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع میں بڑی عمدہ ہے، اس میں مختلف فقہی مسائل کے اس انداز میں جواب دیئے ہیں جس انداز میں ایک مفتی دیتا ہے۔ عربی میں بھی کثرت سے بعض باتیں بیان کی گئی ہیں۔ غیر فقہی مسائل و معارف کا بھی اچھا خاصا ذخیرہ اس میں مندرج ہے۔ اس کتاب کا ایک مخطوطہ ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانے میں بھی موجود ہے۔(۵) ایشیاٹک سوسائٹی کے مرتب فہرست نے اس امکان کا اظہار کیا ہے کہ ''نافع المسلمین'' انہی مفتی عبدالسلام لاہوری کی تصنیف ہے، اور عبدالسلام بن عبدالعزیز لاہوری سے یہی مراد ہیں۔ قیاس یہی چاہتا ہے کہ یہ انہی کی تصنیف ہوگی۔

تذکرہ نویسوں نے مفتی عبدالسلام لاہوری کی بے حد تعریف کی ہے اور اُن کے علم و فضل کو بہت خراجِ تحسین ادا کیا ہے۔ نظام الدین ہروی ان کا ذکر ''فحول علمائے لاہور'' کے الفاظ سے کرتا ہے۔(۶)

۴۔ مآثر الکرام، دفتر اول، ص ۲۲۶۔ ۵۔ فہرست مخطوطات شیرانی، ج ۳، ص ۳۰۶۔

۶۔ طبقاتِ اکبری، ج ۲، ص ۴۶۹۔

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

شاہ نواز نے انہیں مستند فاضل اور بلند مرتبہ فقیہ قرار دیا ہے۔(۷) بختاور خاں، ان کو "از فضلائے تبحرین بوذ" کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔(۸) عبدالحمید لاہوری لکھتا ہے:

حاوی معقول و منقول ملا عبدالسلام لاہوری مفتی کو فنونِ ادبیہ و فقہ و اصولِ فقہ را نیکو دانستی۔(۹)

علومِ معقول و منقول میں ماویٰ و مرجع مفتی عبدالسلام لاہوری جو فنونِ ادبیہ، فقہ اور اصول فقہ میں خوب مہارت رکھتے تھے۔

صالح محمد کنبوان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

جامع المعقول والمنقول ملا عبدالسلام لاہوری کہ در فنونِ تفسیر و فقہ ثانی و نظیر نداشت۔(۱۰)

معقول و منقول کے جامع ملا عبدالسلام لاہوری جن کا علومِ تفسیر و فقہ میں کوئی ثانی اور نظیر نہ تھا۔

علامہ عبدالحیؒ حسنی لکھنوی رقم طراز ہیں:

الشیخ الفاضل العلامة المفتی عبدالسلام الحنفی اللاهوری احد کبار العلماء لم یکن له نظیر فی عصره فی کثرة الدرس والافادة. (۱۱)

شیخ، فاضل، علامہ، مفتی عبدالسلام حنفی لاہوری، کبار علماء میں سے تھے، اپنے عصر میں کثرتِ درس و افادہ میں ان کا کوئی حریف نہ تھا۔

مولوی رحمان علی لکھتے ہیں:

ملا عبدالسلام لاہوری، شاگرد میر فتح اللہ شیرازی فقیہ و مفسر بود۔(۱۲)

ملا عبدالسلام لاہوری، جو میر فتح اللہ شیرازی کے شاگرد تھے، اپنے عہد کے مفسر اور فقیہ تھے۔

۷۔ مآثر الامرا، ج ۳، ص ۵۱۸۔

۸۔ مرآۃ العالم، ص ۵۳۵۔

۹۔ بادشاہ نامہ، ج ۱، ص ۳۴۲۔

۱۰۔ شاہ جہان نامہ، ج ۳، ص ۳۸۳۔

۱۱۔ نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۲۲۳۔

۱۲۔ تذکرۂ علمائے ہند، ص ۱۲۰۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

مولوی فقیر محمد جہلمی ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں:

ملا عبدالسلام لاہوری، عالم اجل، فاضل اکمل، فقیہ جید، مفسر متقن بود (۱۳)

ملا عبدالسلام لاہوری، عالم اجل، فاضل اکمل، فقیہ جید، مفسر متقن تھے۔

لاہور کے اس جلیل القدر عالم دین اور مفسر و فقیہ نے کم و بیش ساٹھ سال تک لاہور میں غلغلۂ تدریس بلند کئے رکھا اور اس طویل عہد میں بے شمار ہندی و غیر ہندی علماء نے ان سے استفادہ کیا۔ ان کی وفات ۱۰۳۷ھ کو ہوئی، اور نوے برس عمر پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

مغفرتِ ذنب نمبر .... معذرت

متعدد احباب و علماءِ کرام نے مجلّہ فقہِ اسلامی کے مغفرتِ ذنب نمبر کے مزید نسخے طلب کئے ہیں۔ مگر ہمارے پاس تمام نسخے ختم ہو چکے ہیں مزید کی اشاعت و ترسیل کی ہمیں فرصت نہیں کہ اگر ہم اسی کام میں لگ جائیں تو معمول کے شمارے لیٹ ہوتے رہیں گے، مزید یہ کہ ہم اب اسلامی بنکاری نمبر کی تیاری میں مصروف ہیں۔

چنانچہ مغفرتِ ذنب نمبر کی مانگ میں روز بروز اضافہ اور طلب گاروں کی سہولت کے پیشِ نظر اسے انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دیا گیا ہے جن احباب کو فوری ضرورت ہو وہ درج ذیل ویب سائٹ سے براہ راست ڈاؤن لوڈ کر لیں اور پرنٹ لے کر جلد کروالیں۔ اور مزید نسخے مہیا کرنے کے سلسلہ میں ہماری معذرت قبول فرمائیں۔ ویب سائٹ کا ایڈریس ہے: www.Ahlesunnat.net

(اراکین مجلسِ ادارت)

۱۳۔ حدائق الحنفیہ، ص ۴۰۶۔